کتاب مقدس، عہد نامہ قدیم اور عائلی زندگی

Holy Book, the Old Testament and Family Life

عفیفہ رشید*

سید نعیم بادشاہ بخاری**

Abstract:

Judaism is one of the ancient religions of the world. Judaism not only consist of primary beliefs and theoretical aspects of life, it also discusses the important social problems of human life and provides light for it. Due to this, it was expected from the leaders of this religion that they will elaborate the social relations and injunctions in a way which is balanced and safe from deviation. However, these scholars could not perform this duty as they were supposed to and they absolutely failed in fulfilling their responsibility. Particularly, they deviated from the right path in the case of the divine relationship of marriage and now they are indulged in some customs of extreme form which are far away from truth.

Judaism was based on revelation and it was backed by the teachings of Prophets. However, the followers of Judaism made so many changes in this religion that it is injustice to call Judaism anymore. Particularly, they have ascribed superstitious beliefs and theories about women. In this article, an attempt has been made to explore family life in light of the Old Testament.

*ایم فل اسکالر، شعبہ اسلامیات، زرعی یونیورسٹی پشاور

**سپر وائزر چیئر مین، شعبہ اسلامیات، زرعی یونیورسٹی پشاور

دنیا کے مذاہب میں قدیم ترین مذہب یہودیت ایک ایسا مذہب ہے جس میں سرف عقائد اور نظریات ہی دنیا کو نہیں دیئے ہیں بلکہ زندگی کے اہم اور ضروری مسائل پر بھی تفصیل بحث کی ہے اور زندگی کے ہر گوشہ پر روشنی ڈالی ہے اور یہ وجہ ہے کہ اس مذہب کے رہنماؤں سے توقع کی جاتی رہی کہ وہ مرد وزن کے معاشرتی تعلقات اور احکام پر ایسی روشنی ڈالیں کہ حتی الامکان افراط اور تفریط سے دور رہیں گے۔ لیکن شاید ان کے مذہبی رہنما بھی اس کام کو کماحقہ نہ کر سکے اور اس میں حد درجہ ناکام ونامراد ثابت ہوئے اور اس مقدس ترین رشتے کے حوالے سے بہت سے جگہوں پر وہ نقطہ اعتدال سے سیٹ گئے۔ نتیجہ شادی بیان کے رسوم میں افراط و تفریط میں سے ایسے مبتلا ہوئے کہ حقیقت سے بہت دور چلے گئے۔

جبکہ یہودیت کی بنیاد وحی الہیٰ پر تھا اور انبیاء کرام وکلام الہیٰ سے مؤید تھا۔ لیکن ان کے ماننے والوں نے اس دین کے اندر اتنی تحریفات اور تبدیلیاں کیں اس کو دین الہیٰ کہنا ظلم لگتا ہے اور عجیب قسم کی توہماتی عقائد اور نظریے عورت سے جڑ دیئے ہیں۔

یہودیت کے مذہبی رہنماؤں کے اقوال اور ان کے مروج قوانین کو اگر بنظر غائر مطالعہ کیا جائے اور ان کے مروج قوانین کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے عورت کو ک ائنات کا ذلیل ترین جزو کے طور پر پیش کیا اور انہوں نے ایک خوساختہ واقعہ کو مورد الزام ٹھہرا کر عورت کی ایسی تحقیر کی جس کی مثال کسی اور مذہب میں نہیں ملتی ہے۔

چنانچہ ان کا کہنا ہے کہ حضرت آدمؑ کو ورغلانے اور گناہ پر آمادہ کرنے میں اہم کردار اس عورت کا تھا۔ جس کی سزا کے طور پر عورت حیض، حمل، مرد کی غلامی، پاکی اور ناپاکی جیسے حالات سے گزرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ کتاب مقدس میں ہے:

"میں تیرے دردِ حمل کو بڑھاؤں گا اور درد کے ساتھ بچہ جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہوگی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا"۔[1]

یہودیت کے بارے میں اس تصور تمدن عرب میں بھی اسی طرح بیان ہوا ہے۔

"گھوڑا اچھا ہو یا برا اسے مہمیز کی ضرورت ہے اور عورت اچھی ہو یا بری اسے بار کی ضرورت ہے"۔[2]

جس قوم و مذہب میں عورت کا یہ مقام ہو اس کو بطور بیوی کیا حقوق حاصل ہوں گے۔ اس کا اندازہ تو درج ذیل عبارت سے عیاں ہے کہ عورت کا کام صرف اور صرف بچے جننا اور شوہر کی خدمت کرنا ہے۔ شادی کا مقصد ہی یہی ہے کہ بچے پیدا کرو۔ جیسا کہ گنتی کی عبارت میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے:

"بیویاں کرنا تاکہ تم ان سے بیٹے بیٹیاں پیدا ہوں اور اپنے بیٹوں کے لئے بیویاں لاؤ اور اپنی بیٹیاں شوہروں کو دو تاکہ ان سے بیٹے بیٹیاں پیدا ہو اور تم پھلو پھولو اور کم نہ ہو"۔[3]

نکاح کی طرح طلاق کا قانون بھی یہودیت اسی فلسفہ پر مبنی ہے کہ عورت کی کوئی حیثیت نہیں اور ان کا کوئی مرتبہ و مقام ہے لہذا یہودی مرد جب چاہے اور جہاں وہے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا اختیار رکھتا ہے اور یہ ان کو مذہب نے دیا ہے۔

چنانچہ ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں؛

"یہودیوں کو ان کے مذہبی تعلیمات کے ذریعے سے یہ حقوق حاصل ہیں کہ وہ جب چاہیں ایک ادنی سی لغزش پر عورت کو گھر سے نکال باہر کرسکتے ہیں"۔[4]

اگر کسی عورت کا شوہر مر جاتا تو اسے دوسرا نکاح کا اختیار دینے کا ہے مگر وہ سرف اپنے شوہر کے بھائی سے شادی کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور سے شادی نہیں کرے گی بلکہ اسے اس شادی پر مجبور کیا جاتا تھا۔

اسی طرح یہودیت میں تعدد ازدواج کی جازت بھی تھی لیکن اس کی کوئی حد مقرر نہیں تھی ایک مرد جتنی چاہتا شادیاں کر سکتا تھا۔ جیسا کہ سید امیر علی تحریر کرتے ہیں۔

"حضرت موسیٰؑ کے وقت سے پہلے بنی اسرائیل کے یہاں تعدد ازدواج کا دستور تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے اسے قائم رہنے دیا یہاں تک کہ انہوں نے اس کی کوئی حد مقرر نہ کی اور ایک یہودی مرد بیک وقت کتنی عورتوں کو اپنے نکاح میں رکھ سکتا تھا"۔[5]

یہودیت میں منگنی کا تصور:

منگنی کا تصور بھی یہودیت میں پایا جاتا ہے۔ اس لئے کہ یہودیوں میں نکاح کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک منگنی اور دوسری رخصتی۔ منگنی کو لوگوں کے مابین اعلان کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اور شادی کے لئے راستہ ہموار کرنا ہے۔

Jewish Encyclopedia میں ہے:

"جیوش انسکلوپیڈیا میں منگنی کے ان طرف کو بہت وضاحت کے ساتھ بیان کیا۔ بہت اعلیٰ اور اچھے انداز میں پیش کیا اور ان تین طریقوں میں سے آخری طریقہ اور رسم کو قدیم یہودی مذہبی علماء نے ناجائز قرار دیا ہے اور دوسرا طریقہ یہودی سماج میں بہت کم پایا جاتا ہے جبکہ انگوٹھی یا رقم کے ذریعے سے منگنی کرنے والا طریقہ بہت زیادہ رائج ہے۔[6]

جیسا کہ Jewish Encyclopedia میں ہے:

کس عمر میں شادی ہونی چاہیئے:

شادی کے لئے عمر کی حد بندی کتنی ہونی چاہیئے۔ اس کے لئے کوئی واضح حکم موجود نہیں۔ کتاب مقدس میں ایسی کوئی ہدایت نہیں ملتی جسے معلوم ہو سکے کہ کس عمر میں شادی ہونی چاہیئے۔ البتہ ان کی تشریعی کتاب تالمود میں ایسی روایتیں پائی جاتی ہے کہ عمر کی حد شادی کے لئے باہ سال ہونی چاہیئے۔[7]

چنانچہ مولانا ظفیر الدین یہودیت کے قانون ازدواج کا جائزہ لیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"یہودی قانون میں ہے کہ جس کی لڑکی بارہ سال کی ہو جائے وہ اس کی شادی نہ کرے اور اس لڑکی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو گناہ اس شخص پر ہو گا"۔[8]

اسلام میں اس طرح کی ایک روایت موجود ہے: جس میں یہ بات موجود ہے:

حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا؛

"تورات میں لکھا ہوا ہے کہ جس شخص کی لڑکی عمر بارہ سال ک ی ہو جائے اور وہ کفو پانے کے باوجود اس کا نکاح نہ کرے اور پھر وہ لڑکی برائی یعنی بدکاری وغیرہ میں مبتلا ہو جائے تو اس کا گناہ اس کے باپ پر ہے"۔[9]

اس روایات سے اتنی بات تو معلوم ہوتی ہے کہ ل ڑکی عمر کم از کم بارہ سال ہ ونی چاہیئے جبکہ مرد کے لئے حد بندی عمر کتنی ہونی چاہیئے۔ اس کے بارے میں تالمود کی روایت سے ۱۸ سال معلوم ہوتی ہے:

"عدالت ہر مرد کو جس کی عمر ۲۰ سال سے زیادہ ہو جائے شادی کرنے پر مجبور کر سکتی ہے۔ تالمود کے احکامات میں مرد کی شادی کی نارمل عمر ۱۸ سال اور عورتوں کی ۱۲ سال مقرر کی گئی ہے، لیکن یہودیوں کے ہاں عملاً شادیاں اس سے کم عمر میں بھی ہوتی رہی ہیں۔ تیرھویں صدی میں یہودی لڑکیوں کی شادیاں بلوغت

سے پہلے کر دی جاتی تھیں اور سترھویں صدی کے دوسری نصف حصے میں دلہا دلہن ۱۰ سال کی عمر کو بھی نہیں پہنچا تھا کہ اس کی شادی ہو جاتی تھی اور دلن کی عمر اس سے بھی کم ہوتی تھی"۔[10]

شادی کے طور طریقے یہودیت میں:

ذیل میں یہودیوں کے شادی کے طور طریقے کا اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے جس کو بہت اچھے انداز میں رشید احمد نے اپنی کتاب تاریخ مذاہب میں لکھا ہے:

"یہودیوں میں شادی کا طریقہ بہت سادہ اور دلچسپ ہے۔ منگنی کا اعلان شادی سے پہلے کر دیا جاتا ہے۔ شادی کے دن روزہ رکھنے کو مستحسن سمجھا جاتا ہے۔ شادی کی رسم سہ پہر کو مجلس میں ادا کی جاتی ہے۔ جس میں کم از کم دس بالغوں کی موجودی ضروری سمجھی جاتی ہے۔ مجلس کی عمارت میں ایک ریشمی کپڑے کا شامیانہ تیار کیا جاتا ہے۔ جس میں دلہا دلن کے ہمراہ آتا ہے۔ راہب (یہودی عالم) ایک گلاس میں شراب لیتا ہے اور زوجین کے حق میں دی کرتا ہے پھر اس گلاس کو دلہا دلن کو دے دیتا ہے۔ یہ لوگ شراب چکھتے ہیں پھر دلہا دلن کی انگلی میں انگوٹھی پہناتے ہوئے عبرانی زبان میں کہتا ہے؛ دیکھو تم اس انگوٹھی کے ذریعے حضرت موسیؑ اور اسرائیل کی اسلام کے مطابق میرے ساتھ منسوب ہو چکی ہے۔ پھر شادی کے عہد نامے کو آرامی زبان میں ربی باواز بلند پڑھتا ہے۔ اس کے بعد شراب کا ایک گلاس لیتا ہے اور دعا کر کے پھر زوجین کو دیتا ہے۔ جسے دونوں چکھ لیتے ہیں۔ خالی گلاس فرش پر رکھ دیا جاتا ہے جیسے نوشہ (دلہا) توڑ دیتا ہے اور حاضرین میزل تاوَ(Mezal tov) یعنی خوش قسمت چلاتے ہیں"۔[11]

یہودیت میں عائلی مسائل سے متعلق بہت کم مواد موجود ہے۔ اس لئے اس کی تفصیل بیان ممکن نہیں۔ البتہ جتنی معلومات دستیاب ہے ان رسوم ورواج کا خلاصہ یوں بیان کیا جاتا ہے:

رخصتی کے دوران صوم رکھنا، شادی کے دن زوجین کا روزہ رکھنا ایک پسندیدہ عمل تصور کرتا ہے، اس کا اصل مقصود یہ ہے کہ عوام الناس کو یہ بات واضح ہو جائے کہ شادی خوشی منانے کے لئے بلکہ ایک مذہبی فریضہ ہے اور مذہبی عبادت کے دن روزہ رکھنا ایک بہت اعلیٰ کام شمار ہوتا ہے۔[12]

ان اقتباسات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ شادی کے دن روزے میں گزارنا ایک پسندیدہ عمل ہے۔

شادی کے لئے خیمہ لگانا:

یہودیت میں شادی کے بندھن کے لئے ضروری اور لازمی جز ایک چار ستونوں کا خیمہ لگانا ہے اور اس خیمے کے نیچے تمام تقریبات اور روم ورواج کو ادا کئے جاتے ہیں جو شادی کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ اس خیمے کا نام (Kuppah/Chuppah) کہتے ہیں۔ اس خیمے لگانے سے وہ لوگ یہ شگون لیتے ہیں کہ اس کی علامت گھر ہے جس میں دونوں میاں بیوی مل جل کر رہیں گے اور جہاں ان کی مرضی ومنشا کا خیال رکھا جائے گا۔

اس خیمے میں دلہا اپنے ہم عمروں کے ساتھ پہلے سے جاتے ہیں اور خوشی کے نغمے گاتے ہیں اور جب نقاب زدہ دلہن اس میں داخل ہوتی ہے تو وہ پردے میں ہوتی ہے۔ اس خیمے سے یہ مطلب بھی لیا جاتا ہے کہ اس خیمے نے ان دونوں پر سایہ کیا ہے لہذا آرام کا باعث ہوگا۔ اور کچھ لوگوں کا زعم یہ ہے کہ سائے میں چہروں کو اچھی طرح دیکھ لئے جائے، لہذا یہاں پر زوجین کے چہرے کو اچھی طرح دیکھ لئے جائیں گے جو گواہی میں آسانی سے پہنچانے جائیں گے۔[13]

گواہوں کی تعداد:

شادی کے لئے حاضرین کی موجودگی بھی ضروری ہوتی ہے۔ اور یہودیت میں حاضرین کی تعداد دس بتائی جاتی ہے۔ اس کے بغیر یہ تقریب نامکمل ہو جاتی ہے۔ جب گواہوں کی تعداد اس دس پورے ہو جاتے ہیں تو نکاح کا انعقاد درست ہوتا ہے اور بوقت ضرورت یہ گواہ عدالت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ ان میں ایک ربی ہونا بھی ضروری ہے۔

چویلوزات کی اپائیں اور دعاؤں کو پڑے گا اور اس عقد کے لئے دی کرے گا۔ چنانچہ جیوش انسائیکلوپیڈیا میں ہے[14]

انگوٹھی کی رسم:

یہودیوں میں انگوٹھی پہنانے کا ایک رسم ہے جو دراصل دلہا دلہن کو پہناتا ہے۔ اگر دلہن اس انگوٹھی کو پہن لے اور پہنے کے بعد ہاتھوں کو بند کر لیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے وہ اس عقد پر راضی ہے ورنہ نہیں۔ انگوٹھی کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ یہ سونا کی ہوتی ہے اور اس کے اندر کو نگینہ اور پتھر نہیں ہوتا ہے بلکہ سادی سی صرف سونے سے بنی ہوتی ہے۔[15]

یہودیت میں نکاح:

نکاح نامہ کی اپنی ہی حیثیت ہے۔ یہودیت میں اس کے بغیر نکاح ممکن نہیں۔ نکاح نامہ کو ان کی زبان میں (Ketubah) کہا جاتا ہے۔ یہ تین الفاظ کا مجموعہ ہے (Kay-tay-beit) ہے اس کا معنیٰ ہے لکھا ہوا۔

زوجین کا شراب پینا:

یہودیوں میں شادی کے موقع پر ایک رسم شراب پینے کا بھی ہے کہ یہودی عالم شراب پر کچھ دعائیں پڑھتا ہے اور پھر دلہن ودلہا کو دیتے ہیں وہ باری باری اس سے شراب پیتے ہیں۔[16]

گلاس تھوڑنے کی رسم:

یہودیوں کے ہاں شادی کے بعد ایک رسم گلاس توڑنے کا ہے کہ پہلے شراب پیتے ہیں اور پھر اس کے بعد دلہا گلاس کو اپنے دائیں پاؤں سے توڑتا ہے اور سب لوگ "میزل تاؤ" یعنی خوش قسمت پکارتے ہیں۔

اس گلاس توڑنے کی وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ یہودیوں میں جو ظلم وستم ماضی میں ہو چکے ہیں اور لوگوں نے ان کو جتنا ستایا ہے ان کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے یہ کام کرتے ہیں ار اس سے وہ شگون بھی لیتے ہیں۔ اب ایک نہتے دن کا آغاز ہوا ہے جو خوشی وخوشحال والد ہے۔

ایک یہ شگون بھی لی اجاتا ہے کہ گلاس ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بعد ان کو جوڑنا مشکل ہے اس طرح شادی کے بندھن میں جوڑنے سے اس کا توڑنا مشکل ہے لہذا زوجین اس رشتے کو تاحیات قائم ودائم رکھیں گے۔[17]

دلہا کے گرد سات چکر کاٹنا:

یہودیوں کے ہاں ایک رسم یہ بھی ہے کہ دلہا کے گرد سات چکر لگاتے اور ان کو دعاؤں میں یاد کرتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔[18]

یہودیت میں مہر کا تصور:

مہر کا تصور تقریباً ہر مذہب میں موجود ہے لیکن عورت کا یہ معاشی حق نہیں اس ل ئے کہ عورت تو محکوم ہے اور محکوم کی کوئی ملکیت نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو اتنی اہمیت نہیں دی گئی ہے۔ البتہ اشارۃً وکنایۃً اس کا ذکر جابجا ملتا ہے۔

"یہودی مذہب میں عورت کا مہر ہوتا ہے اور وہ اس کی مالک بنتی ہے لیکن یہ اس کا قانونی یا معاشی حق نہیں ہے کہ اس کو بہت زیادہ اہمیت دی جائے۔[19]

اسی طرح کتاب مقدس میں بھی مہر کا ذکر ملتا ہے: "اگر کوئی مرد کسی کنواری کو جس کی نسبت نہ ہوئی ہو پھسلا کر اس سے مباشرت کرے تو وہ ضرور ہی اسے مہر دے کر اس سے بیاہ کرے لیکن اگر اس کا باپ ہرگز راضی نہ ہو کہ اس لڑکی اسے دے تو وہ کنواری کے مہر کے موافق اسے نقدی دے"۔[20]

مقدار مہر:

یہودیوں کے ہاں مہر کی مالیت سے متعلق ایک روایت کتاب مقدس میں ملتی ہے کہ چاندی کے پچاس مثقال ہے۔ چنانچہ روایت ہے:

"اگر کسی آدمی کوئی کنواری لڑکی مل جائے جس کی نسبت نہ ہوئی ہو تو وہ اسے پکڑے، اس سے صحبت کرے اور دونوں پکڑ جائیں تو وہ مرد جس نے اسے صحبت کی ہو، لڑکی کے باپ کو چاندی کے پچاس مثقال دے اور وہ لڑکی اس کی بیوی ہے کیونکہ اس نے اسے بے حرمت کیا اور وہ اسے اپنی زندگی طلاق نہ دینے پائے"۔ [21]

محارم یہودیت کی روشنی میں:

محرمات کا حکم تمام الٰہی ادیان میں ملتا ہے اور یہی حکم یہودیت میں بھی تفصیلا ملتا ہے۔ جن سے نکاح کرنا ممنوع اور حرام ہے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ماں: ماں سے نکاح کرنا حرام ہے خواہ حقیقی یا سوتیلی ہو۔ چنانچہ احبار کی روایت ہے:

"تو اپنی ماں کے بدن کو جو تیرے باپ کا بدن ہے بے پردہ نہ کرنا کیونکہ وہ تیری ماں ہے تو اس کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا"۔ [22]

اسی طرح کتاب استثناء میں ہے:

"کوئی شخص اپنے باپ کی بیوی سے بیاہ نہ کرے اور اپنے باپ کے دامن کو نہ کھولے۔ [23]

استثناء کی ایک اور روایت ہے۔

"لعنت اس پر جو اپنے باپ کی بیوی سے مباشرت کرے کیونکہ وہ اپنے باپ کے دامن کو بے پردہ کرتا ہے"۔ [24]

یعنی موسوی شریعت میں مہر دینا ذھن ہے۔ [25]

بہن سے نکاح:

ماں کی طرح ہمشیرہ سے بھی نکاح کرنا حرام ہے۔

کتاب مقدس میں ہے:

"لعنت ہے اس پر جو اپنی بہن سے مباشرت کرے خواہ وہ اس کے باپ کی بیٹی ہو خواہ ماں کی ہو۔ [26]

ایک اور جگہ کتاب مقدس میں ہے:

"تو اپنی بہن کے بدن کو چاہے وہ (تیرے باپ کی بیٹی ہو) چاہے تیری ماں کی اور خواہ وہ گھر میں ہو
ہوئی خواہ اور کہیں بے پردہ نہ کرنا"۔[27]

پوتی، نواسی سے نکاح: یہودیت میں پوتی، نواسی سے بھی نکاح حرام ہے۔ کتاب مقدس میں روایت ہے:

"تو اپنی پوتی یا نواسی کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیونکہ ان کا بدن تو تیرا ہی بدن ہے"۔

ساس سے نکاح کرنا:

ماں کی طرح ساس سے بھی نکاح حرام ہے۔ کتاب مقدس میں ہے۔

"لعنت ہے اس پر جو اپنی ساس سے مباشرت کرے اور سب لوگ کہیں امین"۔[28]

پھوپی سے نکاح کرنا:

یہودیت میں باپ کی بہن سے نکاح کرنا حرام ہے۔

"تو اپنی پھوپھی کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیونکہ وہ تیرے باپ کی قریبی رشتہ دار ہے"۔[29]

خالہ سے نکاح کرنا:

پھوپھی کی طرح خالہ سے بھی نکاح کرنا حرام ہے۔ کتاب مقدس کی روایت ہے؛

"تو اپنی خالہ کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیونکہ وہ تیری ماں کی قریبی رشتہ دار ہے"۔[30]

چچی، تائی سے نکاح کرنا:

پھوپھی اور خالہ کی طرح چچی اور تائی سے نکاح کرنا بھی ممنوع اور حرام ہے۔ جیسا کہ کتاب مقدس میں یہ حکم موجود ہے؛

"تو اپنے باپ کی بھائی کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا یعنی اس کی بیوی کے پاس نہ جانا وہ تیری چچی ہے"۔[31]

بہو سے نکاح کرنا:

یہودیت میں بہو سے نکاح کرنا بھی حرام ہے۔ چنانچہ کتاب مقدس میں ہے؛

"تو اپنی بہو کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیونکہ وہ تیرے بیٹے کی بیوی ہے سو تو اس کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا"۔[32]

بھابھی سے نکاح کرنا:

یہودیت میں بھابھی سے نکاح کرنا حرام ہے۔ چنانچہ کتاب مقدس احبار کی روایت ہے:

"تو اپنی بھاوج کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیونکہ وہ تیرے بھائی کا بدن ہے"۔ [33]

اجتماع اختتین بھی ممنوع ہے:

اسلام کی طرح یہودیت میں دو بہنوں کو جمع کرنا حرام ہے۔ احبار کی روایت ہے:

"تو اپنی سالی سے بیاہ کرکے اسے اپنی بیوی کی سوکن نہ بنانا تاکہ دوسری کے جیتے جی اس کے بدن کو بھی بے پردہ کرے"۔ [34]

ذی محرم کو ایک نکاح میں جمع کرنا:

ایسی دو خواتین کو ایک نکاح میں جمع جو کہ وہ قریبی رشتہ دار یہودیت میں ممنوع ہے۔

احبار کی روایت ہے:

"تو کسی عورت اور اس کی بیٹی دونوں کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا اور اس عورت کو پوتی یا نواسی سے بیاہ کرکے ان سے کسی کے بدن کو بے پردہ کرنا کیونکہ وہ دونوں اس عورت کی قریبی رشتہ دار میں یہ بڑی خباثت ہے۔ [35]

غیر یہودی عورت سے نکاح:

یہودیت میں غیر یہودی عورت سے نکاح کرنا بھی حرام ہے۔ جس کا ذکر اشارۃ ملتا ہے۔ لڑکے اور لڑکی پیدائشی طور پر یہودی ضروری ہے۔ اگر کسی اور مذہب سے تعلق ہو تو نکاح درست نہیں۔ چنانچہ جیوش انسائیکلوپیڈیا میں ہے:

In certain cases, the marriage is not recognized ambition, eg. Marriage with a mother, sister, daughter, non-Jewses or wife of another man.36

بعض صورتوں میں شادی تسلیم شدہ نہیں ہے۔ مثلاً ماں، بہن، بیٹی، غیر یہودی یا کسی دوسرے آدمی کی بیوی کے ساتھ۔

اس طرح ایک اور روایت ہے:

Most marriages in Jeudaism take place between believing Jews, this is not because the child of a non Jewish mother is not Jewish even if the father is [37] ۔

یہودیت میں زیادہ تر شادیاں یہودیوں کے درمیان بنی ہوئی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غیر یہودی عورت سے پیدا ہوا والا بچہ یہودی نسب ہونا اگرچہ اس کا باپ یہود ہو۔

نکاح ثانی یہودیت کی نظر میں:

یہودیت میں عورت کی حیثیت ایک کمزور ذلیل اور حقیر سی ہے۔ لہذا اس کے مواہث کے مطابق اگر کسی عورت کو اس کے خاوند نے طلاق دے دی تو وہ عمر بھر شادی نہیں کر سکتی۔ اور نہ ہی کسی مرد کو اس سے شادی کی اجازت ہے۔ چنانچہ کتاب سلاطین میں ہے:

"وہ کسی فاحشہ یاناپاک عورت سے بیاہ نہ کریں اور نہ اس عورت سے بیاہ کریں جسے اس کے شوہر نے طلاق دی ہو"[38]

اسی طرح یہودی مرد کو متعدد بار یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ کسی مطلقہ عورت سے شادی نہ کرے۔

احبار کی روایت ہے:

"اور کنواری لڑکی سے بیاہ کریں جو بیوہ یا مطلقہ ناپاک عورت یا فاحشہ ہو ان سے بیاہ نہ کرے بلکہ اپنی ہی قوم کی کنواری کو بیاہ لے"۔[39]

یہودیت میں مطلقہ کے نکاح کے بارے میں ابھی ابھی گذر چکا ہے کہ اس سے دوبارہ کوئی نکاح نہ کرے۔ لیکن اگر کسی عورت کا خاوند مر جائے تو اس کے لئے بہت سخت قانون ہے کہ وہ اپنے بھائی کے شوہر کے ساتھ نکاح کرے اور شادی ہونے کے بعد اس کا پہلا بچہ اس کا پہلا بچہ جو پیدا ہو وہ اس پہلے خاوند کا شمار ہو گا اور اگر مرحوم کا بھائی شادہ کرنے سے انکار کرے تو اس کو اس پر مجبور کیا جائے گا لیکن اگر وہ پھر بھی نہ مانے تو یہ عورت عمر اس ذیت میں زندگی گزارے اور ساری نہ کرے۔ چنانچہ کتاب مقدس میں ہے:

"اگر کئی بھائی مل کر ساتھ رہتے ہوں اور ایک ان میں سے بے اولاد ہے تو اس مرحوم کی بیوی کسی اجنبی سے بیاہ نہ کرے بلکہ اس کے شوہر کا بھائی اس کے پاس جا کر اسے اپنی بیوی بنالے اور شوہر کے بھائی کا جو حق ہے وہ اس کے ساتھ ادا کرے اور اس عورت کے جو پہلا بچہ ہو اس کے آدمی کے معلوم بھائی کے نام کہلائے تاکہ اس کا نام اسرائیل میں سے مٹ نہ جائے اور وہ اگر اس کی اپنی بھاوج سے بیاہ نہ کرنا چاہے تو اس کی بھاوج پھاٹک پر بزرگوں کے جائے اور کہرے میرا دیور اسرائیل میں اپنے بھائی کا نام بحال رکھنے سے انکار کرتا ہے اور میرے ساتھ دیور کا حق ادا کرنا نہیں چاہتا۔ اس شہر کے بزرگ اس آدمی کو بلوا کر سمجھائیں اور اگر وہ اپنی بات پر قائم رہے اور کہے کہ تو اس سے بیاہ کرنا نہیں ہے تو اس کی بھاوج بزرگوں کے سامنے اس کے پاس جا کر پاؤں سے جوتی اتار دے اور اس کے منہ پر تھوک دے اور یہ کہے جو آدمی اپنے بھائی کا گھر آباد نہ کرے اس سے ایسا ہی

کیا جائے گا۔ تب اسرائیلوں میں اس کا نام پڑ جائے گا کہ یہ اس شخص کا گھر ہے جس کی جوتی اتاری گئی تھی"۔[40]

زنا یہودیت میں:

زنا کی قباحت تمام مذاہب میں ممنوع ہے۔ اس طرح یہودیت میں بھی زنا حرام ہے۔ اور اگر کوئی زنا کرے تو یہودیت میں اس کی سزا رجم اور سنگسار ہے۔ کتاب مقدس کی متعدد روایتں اس پر دلا ہیں۔

مثلاً: "اگر کوئی کسی شوہر والی عورت سے زنا کرتا پکڑا جائے تو وہ دونوں کو مار ڈالے جائیں مرد بھی اور عورت بھی۔ یوں تو اسرائیل میں ایسی بڑائی کو دفع کرنا"۔[41]

ایک اور روایت ہے:

"اگر یہ بات ہو کہ لڑکی میں کنوارے پن کے نشان نہیں پائے گئے تو وہ اس لڑکی کو اس کے باپ کے گھر کے دروازہ پر نکال لائیں اور اس کے شوہر کے لوگ اسے سنگسار کریں کہ وہ مر جائے کیونکہ اس کے اسرائیل کے درمیان شرارت کی کہ اپنے باپ کے گھر میں فاحشہ پن کیا۔ یوں تو ایسی برائی کو اپنے درمیان سے دفع کرنا"۔[42]

زنا بالجبر یہودیت کی روشنی میں:

اگر کوئی مرد کسی عورت سے اس کی رضامندی کے بغیر زنا کرے تو اس عورت کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی اس لئے کہ وہ مجبور تھی، لیکن اس مرد کو قتل کیا جائے گا۔

استثناء کی روایت ہے:

"اگر اس آدمی کو وہی لڑکی جس کی نسبت ہو چکی ہو کسی میدان یا کھیت میں مل جائے اور وہ آدمی جبراً اس سے صحبت کرے تو فقط وہ آدمی ہی جس نے صحبت کی مار ڈالا جائے گا۔ پر اس لڑکی سے کچھ نہ کرنا کیونکہ لڑکی کا ایسا گناہ نہیں جس سے وہ قتل کے لائق ٹھہرے۔ اس لئے کہ یہ بات ایسی ہے جیسے کوئی اپنے ہمسایہ پہ حملہ کرے اور اسے مار ڈالے کیونکہ وہ مرد کی اسے میدان میں ملی اور مجبور لڑکی چلائی بھی۔ ر پر وہاں کوئی ایسا نہ تھا جو چھڑواتا"۔[43]

باندی سے زنا:

اگر کوئی آدمی لونڈی سے زنا کرے تو سزا کے طور پر اسے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس معمولی سزا دی جائے گی۔

احبار میں روایت ہے: "اگر کوئی ایسی عورت سے صحبت کرے جو لونڈی ہو یا کسی شخص کی منگیتر ہو تو اس کا فدیہ ہی دیا گیا ہو

اور نہ وہ آزاد کی گئی ہو تو ان دونوں کو سزا ملے، لیکن وہ جان سے مارے نہ جائیں اس لئے کہ وہ عورت آزاد نہ تھی"۔ [44]

جیوش انسائیکلوپیڈیا میں ہے:

According to Jewish practice since early times, there are two stages in the marriage ceremony; betrothal and M. Betrothal (erusin or kiddushin) is the ceremony whereby a woman becomes the wife of betrother (betrothed), so that she may be married to no one else (unless her husband die or divorce her).[45]

یہودی معاشرہ کے مطابق شروع سے ہی شادی کے دو مراحل ہیں:

Betrothal یعنی منگنی اور M. Betrothal یعنی شادی۔ یہ وہ تقریب ہے جب ایک عورت اپنے منگیتر کی بیوی بنتی ہے اور پھر وہ عورت (اپنے شوہر کے مرنے یا طلاق کے بغیر) کسی اور سے شادی نہیں کر سکتی۔

یہودیوں میں منگنی تین قسم یا تین طریقوں سے ہوتی ہے:

۱۔ ایک منگنی یہ ہوتی ہے کہ لڑکا منگنی کے طور پر لڑکی کو کچھ رقم دے دیتا ہے اور یہ رقم علامت ہوتی ہے اس بات کی کہ ان کی آپس میں منگنی ہو گئی ہے اور یہ اب قانوناً ایک دوسرے کے منگیتر ہیں۔ زیادہ تر اس قسم کی منگنی میں پیسے کے بجائے انگوٹھی دی جاتی ہے جو منگنی کی علامت سمجھی جاتی ہے۔

۲۔ منگنی کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ لڑکا اور لڑکی آپس میں ایک معاہدہ کر کے لکھ لیتے ہیں اور یہ لکھا ہوا معاہدہ ان کی منگنی کی علامت ہوتا ہے۔

۳۔ منگنی کا تیسرا طریقہ یہودی معاشرہ میں بہت کم پایا جاتا ہے۔ اس میں لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کے ساتھ جنسی میل ملاپ کر لیتے ہیں اور یہی ان کی منگنی شمار ہوتی ہے۔

The Mishna describes three ways of contracting betrothal (tractate kiddushin 1:1) with money (as when a man hands a woman an object of value, such as a ring or a coin, for the purpose of contracted marriage, and in the presence of two witnesses, and she active accepts);2 through a shtar, a contract containing the betrothal declaration phrased as through thi contract; or 3 by secual intercourse with the intention of creating a bond of marriage, a method strongly discouraged by the rabbinic sages and intended only for levirate marriages.[46]

مشنا نے منگنی کے تین طریقے بیان کیے ہیں۔ ۱۔ پیسے کے ذریعے (جب ایک مرد کسی عورت کو دو گواہوں کے سامنے کوئی قیمتی چیز مثلاً انگوٹھی یا پیسے شادی کے معاہدہ کے طور پر دیتا ہے اور وہ عورت اسے قبول

کر لیتی ہے۔ ۲۔ معاہدہ کے ذریعے اور یہ معاہدہ ان کی منگنی کی علامت ہوتا ہے۔ ۳۔ جنسی میل ملاپ کے ذریعے یعنی اس نیت سے جنسی میل ملاپ کرنا کہ یہ شادی کا معاہدہ ہے۔ اس طریقہ کو سمجھدار راہب اچھا خیال نہیں کرتے اور یہ صرف صلہ رحمی کی شادی میں ہی مستعمل ہے۔

جیوش انسائیکلوپیڈیا میں بھی منگنی کے ان تینوں طریقوں کو بیان کیا گیا ہے؛

This ceremony must take place before witnesses and legally may be performed in one of three ways; 1. By Money; i.e the betrother gives the woman a symbolic sum or its equivalent as a token of betrothal. 2. By deed; i.e. the betrother gives the woman a document conforming the betrothal in writing. 3. By intercourse; the betrother enters a private chamber with the woman informing witnesses beforehand that the intercourse which will be take place is to be considered an act of betrothal.[47]

یہ تقریب گواہوں کے سامنے اور تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے منعقد ہوتی ہے۔ ا۔ پیسے کے ذریعے۔ یعنی منگیتر عورت کو پیسے یا کوئی قیمتی چیز منگنی کی علامت اور یادگار کے طور پر دیتا ہے۔ ۲۔ معاہدہ کے ذریعے۔ یعنی منگیتر عورت کو معاہدہ کے لکھے ہوئے کاغذ منگنی کے طور پر دیتا ہے۔ ۳۔ جنسی میلاپ کے ذریعے۔ یعنی منگیتر عورت کو ایک الگ کمرہ میں جنسی میل ملاپ کے لیے لے جاتا ہے اور گواہوں کو پہلے سے بتا دیا جاتا ہے کہ یہ میل ملاپ جو ہمارے درمیان ہونے والا ہے وہ منگنی کے طور پر ہے۔

Early teachers disapproved of this last manner of betrothal and it is not found as Jewish practice. The second manner of betrothal is very rare nowadays. The most common manner today, as always, is the first mentioned. Betrothal is performed by the man, but has no validity unless the woman gives her consent.[48]

قدیم یہودی علماء نے شادی کے آخری طریقہ کو قبول نہیں کیا اور یہ یہودیوں میں رائج نہیں ہے۔ شادی کا دوسرا طریقہ بھی آج کل بہت کم ہے۔ آج کل اور ہمیشہ سے پہلا طریقہ ہی رائج ہے۔ شادی میں زیادہ کردار مرد ہی کا ہے لیکن عورت کی رضامندی کے بغیر اس شادی کی کوئی وقعت نہیں ہے۔

دلہا اور دلہن دونوں شادی کی تقریب کے اختتام تک روزہ کی حال تمیں ہوتے ہیں (یعنی کچھ نہیں کھاتے) (اس کا مقصد یہ بتانا ہے کہ) شادی خوشی کے ساتھ ایک سنجیدہ اور مذہبی کام بھی ہے اور یہ روزہ اس مذہبی نوعیت کو یاد دلاتا ہے۔

جیوش انسائیکلوپیڈا میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ شادی کے دن روزہ رکھا جاتا تھا اور جب شادی کی رسم

مکمل ہو جاتی تو وہ دونوں ایک الگ کمرہ میں جا کر اکھٹے روزہ افطار کرتے ہیں یعنی مل کر کچھ کھاتے ہیں۔

The bride and groom usually fast until after the ceremony and immediately after the ceremony go into a separate room where they eat toghether.[49]

"دلہا اور دلہن شادی کی تقریب کے اختتام تک روزہ کی حالت میں ہوتے ہیں اور تقریب کے فوراً بعد ایک الگ کمرہ میں جا کر اکھٹے کچھ کھاتے ہیں۔

The Marriage takes place under a Chuppah, a canopy held up by four poles. The chuppah is a symbol of their new life together in their own dwelling.[50]

شادی ایک Chuppah یعنی ایک خیمہ کے نیچے ہوتے ہے جس کے چار ستون ہوتے ہیں۔ یہ خیمہ ان کی اپنے گھر کے اندر اکھٹے رہنے والی نئی زندگی کی علامت ہے۔

اس شامیانہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ بعض دفعہ شادی کی تقریب کو اس شامیانہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔

The bride and groom stand beneath the chuppah, a canopy held up by fourt poles, symbolic of their dwelling together and of the husband's bringing the wife into his home. The importance of the Chuppah is so great that the wedding ceremony is sometimes referred to as the chuppah.[51]

دلہا اور دلہن ایک chuppah یعنی ایک خیمہ کے نیچے کھڑے ہوتے ہے جس کے چار ستون ہوتے ہے۔ یہ خیمہ ان کی اکھٹے رہنے والی زندگی اور شوہر کے دلہن کو اپنے گھر لانے کی علامت ہے۔ اس خیمہ کی اتنی اہمیت ہے کہ بعض اوقات شادی کی تقریب کو اس خیمہ سے ہی منسوب کر دیا جاتا ہے۔

This tradition is in the dispute of what exactly is the chuppah. There are opinions that the chuppah means covering the bride's face, and that by this covering the couple is getting married. This opinion is based on the verse. Then she took her veil and covered herself. (Genesis, 24, 65) in which Rebekah meets Isaac. Some are strict to make sure that the witnesses will see the covering, for them to actually be considered as witnessing the marriage.[52]

خیمہ کے نیچے جانے سے پہلے دلہا مہمانوں کے درمیان کھڑا ہو کر خوشی کے گانے گائے گا جبکہ دلہن کا چہرہ ایک نقاب ((گھونگھٹ) ڈھانپا جائے گا۔ اس تقریب (رسم) کو Bedeken یا bedekung کہا جاتا ہے اور یہ رسم چھ سو سال پرانی ہے۔ اس رسم کی بنیاد یا حقیقت اس تنازع پر ہے کہ chuppah اصل میں کیا چیز ہے۔ اس

بارے میں کئی رائے ہیں: Chuppah کا مطلب ہے دلہن کے منہ کو چھپانا یا پھر اس غلاف کا مطلب ان کی شادی ہے۔ یہ رائے (توراۃ کی) ایک آیت کی بنیاد پر ہے۔ تب اس نے نقاب سے اپنے آپ کو چھپا لیا۔ جب ربقہ اسحاق سے ملنے گئی۔ بعض لوگ اس معاملے میں شدت کے قائل ہیں، وہ کہتے ہیں کہ گواہوں کو اس پردہ کو ضرور دیکھنا چاہیے تب جا کر وہ شادی کے گواہ تسلیم ہوں گے۔

Ten people are normally required to be present, one of these usually a rabbi, recites the blessing of erusin.[53]

(شادی کے موقع پر) دس آدمیوں کی موجودگی ضروری ہے جن میں سے ایک راہب (یہودی عالم) ہو جو تورات میں سے دعائیں پڑھے۔

The groom places the ring on the bride's finger saying "with this ring you are sanctified to me according to the law of Moses and Israel.[54]

دلہا دلہن کو انگوٹھی پہناتا ہوئے یہ کہے: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اسرائیل کے قانون کے مطابق اس انگوٹھی کے ذریعے تم میرے لیے پاک کر دی گئی ہو۔

دلہا یہ انگوٹھی دلہن کی انگلی میں ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام اور اسرائیل کے قانون کے مطابق اس انگوٹھی کے ذریعے تمہیں اپنایا۔ تو دلہن اس انگوٹھی کو قبول کر لیتی ہے اور اس طرح اس کی رضامندی معلوم ہو جاتی ہے۔

At the giving of the ring the groom (Chatan) makes a declaration "You are consecrated to ome, through this ring, according to the religion of Moses and Israel". Traditionally there is no verbal response on the part of the bride. She accepts the ring on her finger, and closes her hand, signifying acceptance.[55]

دلہا دلہن کو انگوٹھی پہناتا ہوئے یہ کہے: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اسرائیل کے مذہب کے مطابق اس انگوٹھی کے ذریعے تم میرے لیے پاک کر دی گئی ہو۔ معاشرتی روایات کے طور پر دلہن کے اس پر کئی رد عمل ہو سکتے ہیں۔ اگر وہ اس انگوٹھی کو اپنی انگلی میں پہنے اور اپنے ہاتھوں کو بند کر لے تو یہ اس کی رضامندی کی علامت ہے۔

جیوش انسائیکلوپیڈیا میں بھی اس رسم کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

The groom places a gold ring without a stone upon the finger of the bride saying as he does so "I betroth you (Literally; you are hereby sanctified into me) with this ring in accordance with the religion of Moses and Israel.[56]

دلہا سونے کی انگوٹھی بغیر کسی نگینہ یا پتھر کے دلہن کی انگلی میں یہ کہتے ہوئے پہناتا ہے۔ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اسرائیل کے مذہب کے مطابق اس انگوٹھی کے ذریعے تمہیں اپنی بیوی بنایا ہے (یعنی تم میرے اندر سما گئی ہو)۔

As part of the wedding ceremony, the husband gives the wife a ketubah. The word ketubah comes form the root Kaf-tav-beit, meaning writing. The ketubah is also called the marriage contract.[57]

شادی کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ شوہر اپنی ہونے والی بیوی کو Ketubah (نکاح نامہ) دیتا ہے۔ ketubah اصل میں Kaf-tav-beit سے بنا ہے جس کے معنی "لکھے ہوئے" کے ہیں۔ اس ketubah کو شادی کا معاہدہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس نکاح نامہ میں دلہا یہ عہد کرتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو مہر دے گا جو طلاق یا اس۔

اس نکاح نامہ میں دلہا یہ عہد کرتا ہے کہ وہ پانی بیوی کو مہر دے گا جو طلاق یا اس

The ketubah lays out rights of the wife (to monetary payments upon termination of the marriage by death or divorce), and obligations of the husband (providing food, shelter, clothing, and sexual satisfaction to the wife). Due to its overriding importance, it was not written in the Hebrew language, but in Aramaic, the lingua franca of Jews at the time first Ketubot became standardized.[58]

یہ نکاح نامہ بیوی کے حقوق کا آئینہ دار ہے (یعنی شوہر کی طرف سے طلاق یا شوہر کی وفات کی صورت میں بیوی کو ضروری پیسے ملیں گے) اور شوہر کی ذمہ داری کو بیان کرتا ہے (کہ وہ بیوی کو روٹی، مکان، کپڑا اور جسمانی اطمینان دے گا)۔ اس کی اس غیر ضروری اہمیت کی بنا پر اسے ہبرو زبان کے بجائے آرامی زبان میں تحریر کیا گیا تھا جس وقت پہلا نکاح نامہ بطور معیار بنایا گیا۔ اس لیے کہ اس وقت یہودیوں کی مادری زبان آرامی ہوا کرتی تھی۔

یہ نکاح نامہ حاضرین کے سامنے اونچی آواز سے پڑھا جاتا ہے۔ تاکہ تمام لوگو اس نکاح نامہ کی عبارت کو سن سکیں اور اس پر گواہ بن سکیں۔

The Ketubah is then read, generally by the rabbi.[59]

راہب (یہودی عالم) پھر اس Ketubah (نکاح نامہ) کو مختصر طور پر (لوگوں کے سامنے) پڑھے۔

یہودی اسے بہت قیمتی اور مبارک خیال کرتے ہیں اس لیے اسے بہت خوبصورت انداز میں فریم کرا کر گھر میں لٹکا دیا جاتا ہے۔

The Rabbi recites two blessings over a cup of wine. The bride and groom then drink from the cup.[60]

راہب (یہودی عالم) شراب کے گلاس پر دو دعائیں پڑھے۔ پھر دلہا اور دلہن اس کپ میں سے شراب پئیں۔

جیوش انسائیکلوپیڈیا میں بھی زوجین کے شراب پینے کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ راہب پہلے اس پر رحمت کی دعائیں پڑھے گا اور پھر وہ شراب دلہا دلہن کو پینے کے لیے دے گا۔

It is also customary to recite the blessing of erusiin and nissuin overa cup of wine from which both bride and groom drink.[61]

یہ بھی معاشرتی روایت ہے کہ شراب کے گلاس (راہب کی طرف سے) تورات میں سے چند دعائیں پڑھنے کے بعد دلہا اور دلہن اس شراب کو پئیں۔

The Rabbi blesses the couple and then the groom breaks a glass with his foot. This calls to mind the destruction of the Temple back in the history of Judaism. Even though a weding day is a tie of joy and celebration there is still grief because of the pain of some events in Jewish history.[62]

راہب (یہودی عالم) نئے جوڑے کو دعائیں دے اور پھر دلہا اپنے پاؤں سے گلاس کو توڑے۔ یہ دراصل ان مظالم کی یاد کے طور پر ہے جو یہودیوں پر ماضی میں ہوئے تھے۔ شادی کی تقریب اگرچہ خوشی کا دن ہے لیکن ماضی میں یہودیوں پر کیے گئے مظالم کی وجہ سے اس دن دکھ (کے احساسات) بھی موجود ہیں۔

It is also customary to recite the blessing of erusin and nissuin over a cup of wine, from which both bride and groom drink, as well as for the groom to break a glass, traditionally a sign of morning over the destruction of the temple.[63]

شراب کے گلاس پر چند دعائیں پڑھنے اور پھر دلہا اور دلہن کے اس شراب کو پینے کے ساتھ یہ بھی معاشرتی روایت ہے کہ دلہا ایک گلاس کو (اپنے پاؤں کی ٹھوکر سے) توڑے۔ یہ یہودیوں پر مظالم کے دور کے بعد ایک نئی صبح کی علامت ہے۔

Along with that belief, some Jews believe that the broken pieces of the glass tell you how long the bride and groom's marriage will last.[64]

ان تصورات کے ساتھ ساتھ کچھ یہودیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اس ٹوٹنے والے گلاس کے ٹکڑے یہ بتاتے ہیں کہ یہ دلہا اور دلہن کب تک شادی کے بندھن میں بندھے رہیں گے۔

یہودیوں نے اس کی اور بھی وجوہات بیان کی ہیں مگر زیادہ صحیح یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ ٹوٹا گلاس اس دور کی علامت ہے جب یہودیوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے گئے تھے۔

The groom smashes a glass (or a small symbolic piece of glass) with his right foot, to symbolized the destruction of the Temple.[65]

پھر دلہا گلاس (یا گلاس کے کسی چھوٹے ٹکڑے کو) اپنے دائیں پاؤں سے توڑتا ہے۔ یہ اس دور کی علامت ہے جب یہودیوں کے ہیکل سلیمانی کو تباہ وبرباد کیا گیا۔

سات دعائیں، سات چکر:

یہودیوں کی ایک رسم یہ بھی ہے کہ شادی کی تقریب میں زوجین سات دعائیں پڑھتے ہیں اور بعض یہودیوں میں یہ بھی رواج ہے کہ دلہن ان دعاؤں کے ساتھ ساتھ دلہا کے گرد چکر بھی لگاتی ہے۔ جیوش انسائیکلوپیڈیا میں ہے:

Finally the "seven benedictions" of nissuin are recited. In some communities, the custom prevails of having the bride walk round the groom seven times before the ceremony actually begins.[66]

آخر میں "سات خیر کی دعائیں" پڑھی جاتی ہے۔ بعض لوگوں میں یہ رواج ہے کہ شادی کی تقریب شروع ہونے سے پہلے دلہن، دلہا کے گرد سات چکر لگاتی ہے۔

حواشی

---

[1]۔ (پیدائش، باب ۳: ۱۷، ص۷)

[2] (تمدن عرب، ۳۷۳صفحہ) سید علی بلگرامی سرگودھا: ظفر ٹریڈرز

[3](گنتی باب ۳۰ : ۱۶، ص۱۵۶)

[4](مسلمان عورت، ص۲۳)

[5](روح اسلام، ص۳۵۱)

[6] Jewish Encyclopedia، P1272

[7] Jewish Encyclopedia، P1272

[8](اسلام کا نظام عفت وعصمت، ص ۱۹۵)

[9](رواہ بیہقی فی شعب الایمان)

[10](تاریخ مذاہب، رشید احمد، ص ۳۸۹)

[11](تاریخ مذاہب، رشید احمد، ص ۲۸۹)

[12] Jewish Encyclopedia، P1272

[13] Jewish Encyclopedia، P1272

[14] Jewish Encyclopedia، P1272

[15] Jewish Encyclopedia، P1272

[16] Jewish Encyclopedia، P1272

[17] Jewish Encyclopedia، P1272

[18] Jewish Encyclopedia، P1272

[19](عورت انسانیت کے آئینہ میں، محمد عبد الرحمن، ص ۱۴۰)

[20](خروج، باب ۲۲ : ۱۶، ص ۴۷)

[21](استثناء، باب ۲۲: ۲۸، ص ۱۸۸)

[22](احبار، باب ۱۸: ۸، ص ۱۱۱)

[23](استثناء، باب ۲۲ : ۳، ص ۱۸۸)

[24](استثناء، باب: ۲۷ : ۲، ص ۱۹۲)

[25](پیدائش باب ۳۷، خروج باب: ۲۲، استثناء آیت ۲۹، سموئیل اول، ۲۸، ۱۸)

[26](استثناء، باب ۲۷ : ۲۲، ص ۱۹۲)

[27](احبار، باب ۱۸: ۱۹، ص ۱۱۲)

[28](استثناء، باب ۲۷ : ۲۳، ص ۱۹۲)

[29](احبار، باب ۱۸ : ۱۳، ص ۱۱۱)

[30](احبار، باب ۱۸ : ۱۳، ص ۱۱۱)

[31](احبار، باب ۱۸ : ۱۳، ص ۱۱۱)

[32](احبار، باب ۱۸: ۱۳، ص ۱۱۱)

[33](احبار، باب ۱۸ : ۱۳، ص ۱۱۱)

[34](احبار، باب ۱۸: ۱۶)

[35](احبار، باب ۱۸ : ۱۸)

[36] (Jewish Encyclopedia, P1272)

[37] .(www.marraigingjudiasim.com)

[38](سلاطین، باب ۱۱: ۲، ص ۲۴۰)

[39](احبار، باب ۲۱ : ۷، ص ۱۱۵)

[40](استثناء، باب ۲۵ تا ۱۰، ص ۱۹۰)

[41](استثناء باب؛ ۲۲: ۲۲، ص ۱۸۷)

[42](استثناء باب ۲۲: ۲۱، ص ۱۸۷)

[43](استثناء باب ۲۲ : ۲۵، ۲۶، ص ۱۸۷)

[44](احبار باب ۱۹ : ۲۰، ص ۱۱۳)

[45] (Jewish Encyclopedia, P1272)

[46] Jewish Encyclopedia, P1272)

[47] Jewish Encyclopedia, P1272)

[48] Jewish Encyclopedia, P1272)

[49] Jewish Encyclopedia, P1272)

[50] Jewish Encyclopedia, P1272)

[51] Jewish Encyclopedia, P1272)

[52] Jewish Encyclopedia, P1272)

[53] Jewish Encyclopedia, P1272)

[54] Jewish Encyclopedia, P1272)

[55] Jewish Encyclopedia, P1272)

[56] Jewish Encyclopedia, P1272)

[57] Jewish Encyclopedia, P1272)

[58] Jewish Encyclopedia, P1272)

Jewish Encyclopedia, P1272) [59]

[60] Jewish Encyclopedia, P1272)

[61] Jewish Encyclopedia, P1272)

[62] Jewish Encyclopedia, P1272)

[63] Jewish Encyclopedia, P1272)

[64] Jewish Encyclopedia, P1272)

[65] Jewish Encyclopedia, P1272)

[66] **Jewish Encyclopedia, P1272)**